قادیان کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

الحکم

ہفتہ وار

قادیان

دور جدید

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
و بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر اعلیٰ شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدیر مسئول شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

قیمت فی پرچہ ۲/

جلد ۴۰   مؤرخہ ۱۶ و ۲۳ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۸ مئی و ۷ جون ۱۹۳۷ء یوم جمعہ و پیر   نمبر ۱۶ و ۱۷

قادیان میں تاجپوشی کی تقریب شاندار طور پر منائی گئی

قادیان ۱۳ مئی کل ہز میجسٹی شہنشاہ معظم جارج ششم کی تاجپوشی کی تقریب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت جماعت احمدیہ قادیان نے نہایت شاندار طور پر منائی۔ اس پروگرام پر جو نظارت امور عامہ نے چند روز قبل شائع کر دیا تھا۔ صبح سے ہی عمل شروع ہو گیا

بچوں کو مٹھائی۔ سب سے پہلے صبح چھ بجے جامعہ احمدیہ مدرسہ احمدیہ۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ اور ڈسٹرکٹ بورڈ پرائمری سکول کے طلباء میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

ورزشی کھیلیں:۔ پھر مدرسہ احمدیہ۔ جامعہ احمدیہ احمدیہ سپورٹس کلب۔ یونین کلب۔ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کی ٹیموں نے ہاکی۔ فٹ بال۔ والی بال۔ اور کبڈی کے دلچسپ میچ کھیلے۔ جنہیں دیکھنے کے لئے بہت بڑا ہجوم تھا۔ کھیلوں کے اختتام پر تعلیم الاسلام کی گراؤنڈ میں فینسی ڈریس شو ہوا۔ جس میں سکولوں کے طلباء کے علاوہ بعض اور دوست بھی شامل ہوئے۔ اور مختلف بھیس بدل کر ہونے حاضرین کو محظوظ کیا۔ اس کے بعد بصدارت جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ و خارجہ جلسہ تقسیم انعامات منعقد ہوا۔ جس میں بہترین کھلاڑیوں کو انعامات دیئے گئے۔ اس موقعہ پر ناظر صاحب امور عامہ نے ایک مختصر تقریر کی۔ پھر مولوی ذوالفقار علی خانصاحب گوہر رامپوری نے تقریر کی۔ اور دعا پر جلسہ برخاست ہوا۔

لنڈن کی کیفیات ریڈیو پر:۔ بعد نماز ظہر پونے تین بجے تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ملک معظم کی تاجپوشی کی کیفیات جو لنڈن میں ہوئیں۔ بذریعہ ریڈیو حاضرین کو سنائی گئیں جنہیں سن کر وہ بے حد محظوظ ہوئے۔ یہ سلسلہ ۵ بجے تک جاری رہا۔ اس کے بعد عصر کی نماز پڑھی گئی۔

نیشنل لیگ کور کا مظاہرہ پھر مقامی نیشنل لیگ کور کے والنٹیرز باوردی ریتی چھلہ کے میدان میں جمع ہوئے۔ اور پریڈ کرنیکے بعد مرزا گل محمد صاحب سالار جیش کے دیوان خانہ تک مارچ کیا۔ جہاں نظارت امور عامہ کی طرف سے ان کی شربت اور مٹھائی سے تواضع کی گئی۔

شاندار چراغاں:۔ بعد نماز مغرب مہمان خانہ۔ مدرسہ احمدیہ احمدیہ چوک۔ گول کمرہ۔ دفاتر صدر انجمن احمدیہ۔ منارۃ المسیح۔ ڈاکخانہ دفتر نیشنل لیگ۔ دفتر ٹاؤن کمیٹی تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ بورڈنگ تحریک جدید۔ بورڈنگ جامعہ اور نصرت گرلز ہائی سکول میں بجلی کے قمقموں سے چراغاں کیا گیا جو نہایت شاندار تھا۔ اس کے علاوہ بہت سے اصحاب نے اپنے گھروں پر چراغاں کیا۔

ایک جلسہ:۔ مغرب کی نماز کے بعد مدرسہ احمدیہ میں ایک جلسہ منعقد ہوا جسمیں مختلف طلباء نے مختلف زبانوں میں تقریریں کیں۔

غرباء کو کھانا کھلایا گیا:۔ اس خوشی میں قریباً اڑھائی سو غرباء کو صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے زیر انتظام لنگر خانہ کھانا کھلایا گیا۔ علاوہ ازیں حضرت نواب محمد علی خانصاحب رئیس مالیر کوٹلہ نے بہت سے غریبوں کو دعوت طعام دی۔

دوسرا جلسہ:۔ اس کے بعد دس بجے شب مسجد نور میں ایک جلسہ زیر صدارت مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری منعقد ہوا۔ جس میں مولوی عبدالوہاب صاحب عمر۔ صاحب صدر۔ اور الحاج مولانا عبدالرحیم صاحب نیر نے تقاریر کیں۔ جن میں ملک معظم جارج ششم کی رسوم تاجپوشی کی تفصیل اور ان کی مختصر سوانح حیات بیان کی گئیں۔ اور جماعت احمدیہ کے وفادارانہ جذبات کا اظہار کیا۔ آخر میں دعا کی گئی۔ اور جلسہ برخاست ہوا۔

احمدی خواتین اور تقریب تاجپوشی

احمدی خواتین نے زیر انتظام لجنہ اماء اللہ اس تقریب میں حصہ لیا۔ سکول کی لڑکیوں میں مٹھائی تقسیم کی۔ غریب عورتوں اور بچوں کی ایک کافی تعداد کو کھانا کھلایا۔ اور رات کو نصرت گرلز ہائی سکول کی وسیع عمارت میں جلسہ منعقد کیا*

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار الحکم واقعہ زیب منزل قادیان سے شائع ہوا

حضرت سیٹھ غلام محمد ابراہیم صاحب مرحوم

جناب سیٹھ عبداللہ بھائی الہ دین صاحب کی قلم سے

مرحوم ایک نہایت معزز اور متمول خوجہ خاندان کے فرد تھے۔ اور بمبئی میں سیٹھ غلام حسین مولجی جیوراج کے نام سے مشہور تھے۔ وہاں چونکہ ان کی فرم کو نقصان اٹھانا پڑا تھا۔ اس لئے غیر ممالک میں چلے گئے۔ اور بیس سال تک یورپ اور امریکہ میں رہے۔

احمدیت قبول کرنے سے پہلے آپ شیعہ تھے۔ اور بیس سال کا عرصہ چونکہ آپ نے عیسائی سوسائٹی میں بسر کیا تھا۔ اس لئے آپ نے وہ تمام خصائل حسنہ وسیئہ اختیار کر رکھے تھے جو عیسائی تمدن میں پائے جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے آپ صرف نام کے مسلمان رہ گئے تھے۔ لیکن چونکہ آپ کے لئے دولتِ ایمان وایقان مقدر تھی۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے آپ کی دستگیری کی۔ چنانچہ وفات سے تقریباً سترہ سال قبل آپ احمدیت کی آغوش میں آگئے۔

احمدیت قبول کرنے کے بعد آپ کی زندگی یکسر بدل گئی۔ آپ کے افکار و اعمال میں ایک نہایت نیک تغیر رونما ہوگیا۔ چنانچہ آپ نہ صرف پنجگانہ نمازیں باقاعدہ ادا کرتے۔ بلکہ تہجد بھی پڑھتے تھے رمضان کے تمام روزے بالالتزام رکھتے۔ اور جب کبھی تبلیغ احمدیت کا کوئی موقعہ میسر آتا اسے ہاتھ سے جانے نہ دیتے۔ حتی الوسع تبلیغ میں کوشاں رہتے اپنی اڑھائی سو ماہوار آمدنی میں سے ۵۰ روپے ماہوار چندہ ادا کرتے۔ اس کے علاوہ دوسرے مرکزی چندوں میں بھی نمایاں حصہ لیتے تھے۔

قبولِ احمدیت کے بعد آپ نے تقویٰ اور اخلاص میں اسقدر ترقی کی کہ مستجاب الدعوات ہوگئے۔ چنانچہ آپ کے دوست مثلاً آنریبل چوہدری سر ظفر اللہ خاں صاحب اور حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب اپنے خطوط میں آپ سے اپنے اور اپنے خاندان کے لئے دعا کی درخواست کرتے۔ آپ کو ان تمام احباب کے نام حفظ تھے جن کے لئے آپ نماز تہجد میں دعا کیا کرتے تھے۔

آپ نہایت خوش اخلاق تھے۔ جو شخص بھی آپ سے ملتا۔ آپ کے مکارم اخلاق سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ اور ہر وہ شخص جسے خواہ چند منٹ ہی آپ سے گفتگو کرنے کا موقعہ ملا۔ آپ کے حسنِ اخلاق کا مداح ہے۔ آپ کی رفاقت ہر شخص کے لئے مسرت اور خوشی کا باعث ہؤا کرتی تھی۔

طویل بیماری کے دوران میں گو آپ کے جسم کو تکلیف تھی۔ لیکن ذہنی طور پر آپ نہایت خوش و خرم نظر آتے تھے۔ اور یہ اسی ایمان اور یقین کا نتیجہ تھا۔ جو آپ کو احمدیت کی وجہ سے حاصل ہؤا۔ آپ بسا اوقات یہ کہہ کر اپنے قلبی اطمینان کا اظہار کرتے کہ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے اس نے اپنے کمال فضل و کرم سے احمدیت ایسے چشمہ صداقت کی طرف میری رہنمائی فرمائی۔ اور مجھے تاریکی اور ظلمت سے نکال کر روشنی اور نور میں لا کھڑا کیا۔ مجھے موت کا کوئی خوف نہیں۔ بلکہ موت تو میری دوست ہے۔

آپ کہا کرتے تھے میں دوسروں پر بوجھ بننا نہیں چاہتا بلکہ اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے کرنا پسند کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے اپنے زندگی کے آخری لمحہ تک لفظاً اور معناً اس پر عمل کیا۔ یہاں تک کہ آپ نے ۱۷ اپریل کی شب کو گیارہ بجکر پندرہ منٹ پر پچھتر سال کی عمر میں اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ اور ہمیشہ کے لئے اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم جس رات فوت ہوئے۔ مسٹر دوست محمد صاحب سپیشل مجسٹریٹ ابن خان بہادر سیٹھ احمد الہ دین صاحب او۔بی۔ ای نے رویا دیکھا کہ فوجی سپاہیوں کا ایک دستہ مرحوم کے بنگلہ پر کھڑا ہے۔ جب انہوں نے سپاہیوں سے وہاں جمع ہونے کا سبب دریافت کیا۔ تو جواب ملا۔ کہ اس شخصیت کے فوجی اعزاز کے لئے جس کا ابھی انتقال ہؤا ہے۔ اس پر مسٹر دوست محمد صاحب نے کہا مرحوم کا فوج کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔ اور میں سمجھتا ہوں آپ غلطی سے یہاں آگئے ہیں سپاہیوں نے جواب دیا۔ ہم غلطی سے یہاں جمع نہیں ہوئے بلکہ صحیح طور پر اسی شخص کے اعزاز کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ جس کے متعلق ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ مسٹر دوست محمد یہ سن کر بنگلہ کے اندر گئے۔ تو دیکھا کہ مرحوم پھل کھا رہے ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ چچا ہم نے تو آپ کو مردہ دیکھا۔ لیکن آپ زندہ ہیں۔ جواب ملا میں زندہ ہوں مردہ نہیں۔

دوسری رویا اسی رات جبکہ مرحوم کے تمام قریبی رشتہ داران کے بنگلہ میں ان کی میت کے پاس جمع تھے خان بہادر کی بیٹی صاحبہ نے دیکھا کہ مرحوم زندہ ہیں اور پھل کھا رہے ہیں۔ اسی قسم کے رویا جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی اور سیٹھ محمد غوث صاحب کی دختر نے بھی دیکھے۔ یہ تمام رویا ظاہر کرتے ہیں۔ کہ مرحوم کا ایمان اور اخلاص ثمر آور ہؤا۔ اور وہ خدا تعالےٰ کے مقربین میں داخل ہوگئے۔

مرحوم کی موت اور موت کے بعد کے حالات سے ظاہر ہے کہ خدا تعالےٰ نے یہ رویا اس لئے دکھائے تا لوگوں پر یہ ظاہر کیا جائے کہ احمدی حقیقی مومن ہیں اور تمام سچے احمدی خدا تعالےٰ کے نزدیک معزز ہیں۔ غرض مرحوم کی زندگی اور موت اور اس طرح انجام بخیر ہونا بھی احمدیت کی صداقت کا ایک کھلا نشان ہے۔

وصیت نمبر ۴۷۸۶

منکہ نیاز اللہ احمدی ولد نصر اللہ قوم شیخ عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۲ء ساکن فیض آباد ضلع فیض آباد یو۔پی۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵ مارچ ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد جو کہ غیر منقولہ مکانات کی شکل میں شہر شاہجہانپور صوبہ یو۔پی میں ہے جس کی قیمت ایک ہزار روپیہ موجودہ نرخ سے ہے۔

میری اور کوئی آمدنی نہیں ہے۔ میں اپنے برخوردار ڈاکٹر رفیع اللہ کے ساتھ گزارہ کرتا ہوں۔ میں اپنی اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کرلوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔

العبد:۔ نیاز اللہ احمدی بقلم خود رفیع میڈیکل ہال فیض آباد

گواہ شد۔ عبدالکریم سب اسسٹنٹ سرجن انڈین ملٹری ہسپتال فیض آباد یو۔پی۔

گواہ شد:۔ ایم رفیع اللہ احمدی بقلم خود پسر موصی

نوٹ:۔ ایک مکان محلہ انٹہ شہر شاہجہانپور میں ہے۔ جس کا حدود اربعہ یہ ہے۔ جانب اتر گلی۔ جانب دکھن سلطان حسن جانب پورب مکان عبدالحق۔ جانب پچھم مکان امام دین۔ دوسرا مکان محلہ بارہ زئی شہر شاہجہانپور میں ہے جس کے حدود اربعہ یہ ہیں۔ جانب اتر گلی۔ جانب دکھن مکان حافظ سخاوت علی احمدی۔ جانب پورب کھیت۔ جانب پچھم مکان احمد علی۔ نیاز اللہ احمدی۔

سیرت المہدی کا ایک ورق

شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی کی قلم سے

میرے پیارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ فرمایا۔ جھوٹ تمام بد اخلاقیوں کی جڑھ ہے۔ اور اس سے تمام برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔ میں اپنے دوستوں کو یہی نصیحت کرتا ہوں۔ کہ جھوٹ سے بہت ہی بچا کریں۔ اور ہمارے دوست اگر اپنے پاک نمونہ سے دنیا میں سے اس بد اخلاقی کو دور کر دیں تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اسلام کی عظیم الشان فتح ہوگی۔ اور دنیا سے جھوٹ بھی مٹ جائے گا۔ اور صداقت دنیا میں پھیل جائیگی۔ اور اچھے اور برے سب کے سب سچ بولنا شروع کر دیں گے۔ فرمایا سچ بولنے سے بُرے سے بُرے انسان کو بھی خوشی ہوتی ہے۔ طبعاً سچ سے سب کو پیار ہے۔ سچ کو کوئی بھی بُرا نہیں کہتا۔

فرمایا۔ ایک دفعہ ہمارے خلاف ایک مقدمہ ہو گیا۔ قانون دانوں نے ہمیں یہ مشورہ دیا کہ آپ انکار کر دیں کہ یہ کاغذات میں نے نہیں بھیجے۔ اور نہ یہ خط میرا ہے تو آپ بچ سکتے ہیں۔ ورنہ اور کوئی راہ بچنے کی نہیں ہے۔ فرمایا میں نے ان قانون دانوں سے کہا میں تو جھوٹ نہیں بول سکتا مجھے سچ بولنے سے قید میں چلے جانا بہتر معلوم ہوتا ہے۔ تو قانون دان ششدر رہ گئے اور بولے کہ پھر ہماری عدالت میں جانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ جب عدالت میں گئے اور مجھ سے پوچھا گیا کہ یہ پلندہ آپ نے بھیجا۔ میں نے اقرار کیا کہ ہاں میں نے بھیجا۔ پھر پوچھا یہ دوسرا کاغذ بھی آپ نے ہی لکھ کر رکھا۔ میں نے اقرار کیا کہ ہاں میں نے ہی رکھا۔ پھر پوچھا آپ کو قانون کی خبر نہیں تھی۔ کہ یہ بات قانوناً منع ہے۔ الغرض جب مجھ سے یہ سب کچھ دریافت کر کے عدالت نے اس رُقعہ کو پڑھا۔ تو اُس میں اُس مضمون کے متعلق ہی لکھا ہوا تھا۔ کہ یہ کرنا اور یوں کرنا۔ تو عدالت کے خیالات کو خدا تعالےٰ نے ہی پلٹ دیا۔ عدالت نے ہی کہہ دیا۔ کہ اس رُقعہ میں جو کچھ لکھا ہوا ہے وہ اس مضمون کے ہی متعلق ہے۔ کوئی ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کی گئی۔ یہ قانون کے خلاف نہیں ہے۔ اور میں اسے قانون کے خلاف نہیں یقین کرتا۔

ڈاکخانہ کا افسر خود مقدمہ کی پیروی کے لئے آیا ہوا تھا وہ بار بار عدالت کو توجہ دلاتا رہا کہ صریحاً قانون کے خلاف کیا گیا اور دوسرا خط رکھا گیا۔ اور دوسرا خط رکھنا ہی قانون کے خلاف ہے۔ تو عدالت نے یہی جواب دیا کہ اگر مضمون کے سوا کوئی اور ناجائز فائدہ اٹھانے کے لئے یہ رقعہ رکھا جاتا تو وہ قانون کے خلاف ہوتا۔ یہ تو اُس مضمون کے لئے لکھا گیا ہے ایسا کرنا ویسا کرنا پس یہ مضمون کا ہی ایک حصہ ہے۔ اس لئے میں اسے قانون کے خلاف قرار نہیں دیتا۔ مقدمہ خارج کر دیا، اور ہمیں بری قرار دے دیا۔ اور کہا آپ جائیں آپ پر کوئی الزام عائد نہیں ہو سکتا۔ تو ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ جھوٹ کبھی نہ بولیں۔ خواہ دنیا کی کتنی ہی مصیبتیں نظر آتی ہوں۔ مگر جھوٹ ہرگز نہ بولو۔ پھر تم دیکھ لوگے کہ اللہ تعالےٰ تمہاری کس طرح مدد کرتا ہے اور سچائی کی خوشبو کس طرح دنیا کو معطر کرتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی مدد کس طرح سے ظاہر ہوتی ہے۔

پس ہمارے دوست اللہ تعالےٰ پر پورا پورا یقین رکھیں۔ کہ اللہ تعالےٰ تمہاری ہی مدد کرے گا۔ اور تمہاری دعاؤں کو ایسے سُنے گا کہ اگر تم پہاڑ کو کہو گے۔ کہ اے پہاڑ تو اپنی جگہ سے ٹل جا۔ یقیناً پہاڑ بھی تمہارا حکم مانیں گے۔ اور ایسے ہلیں گے کہ دنیا کو حیرت میں ڈال دیں گے۔ اور خدا تعالےٰ ایسے ایسے معجزات تمہارے لئے دکھلائے گا کہ دنیا خدا کی معجزہ نمائی کو دیکھتے دیکھتے تھک جائے گی۔ فرمایا وہ کیا بات تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی نیل دریا کو عبور کر گئے۔ اور فرعون کو اُس کے ساتھیوں سمیت غرق کر دیا۔ اللہ تعالےٰ اپنے پیاروں کے لئے ایسے ایسے عجائبات دکھاتا ہے کہ دنیا حیران ہو جاتی ہے کہ یہ کیا ہونے لگا ہے۔ پس تم سچ کو ہی اپنا شیوہ بنا لو۔ دنیا کے تمام ججوں کے دلوں پر اللہ تعالےٰ کا ہی تصرف ہے۔ مگر یہ بات بہت ہی مشکل ہے۔ سچائی اختیار کرنی ایسے یقین کو چاہتی ہے کہ جس میں ذرا سی بھی ملونی نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ کا ایسا جلال اس کے قلب پر متولی ہو کہ اللہ تعالےٰ کے سوا اور سب ہی اس کی نظروں میں فنا ہو چکے ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ کا جلال ہی اُس کے قلب پر باقی رہا ہو۔ اور کسی کی تعریف کی پرواہ دل میں باقی نہ رہی ہو۔ اور نہ کسی کی ملامت کی پرواہ دل میں باقی رہی ہو۔ تب یہ مقام صدق اللہ تعالےٰ کے حضور سے ملتا ہے۔ اور یہی وہ مقام ہے جسے مقام صدق کہا جاسکتا ہے

پس مقام صدق کو حاصل کرو تا تم صدیق ٹھہر جاؤ۔ اگر ہمارے دوست اس مقام صدق کو حاصل کر لیں۔ تو دنیا میں جلد سے جلد اسلام کی صداقت کا نور پھیل جائے۔

پس میں پھر اپنے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں اور نصیحت کرتا ہوں کہ تم مقام صدق کو حاصل کرو اور خود راست باز بنو۔ اور راست بازی کو دنیا میں پھیلانے والے بنو۔

پھر فرمایا۔ جو خدا کے لئے راستبازی کو قبول کرتے ہیں۔ ملائکہ ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور جو مصائب اُن کی طرف آتی ہیں اُن کو ملائکہ دُور کرتے ہیں۔ اور صدیق خدا تعالےٰ کی گود میں ہوتے ہیں۔ اور خدا ہی ان کا کفیل بن جاتا ہے۔ اور اپنے بندوں کے دلوں پر الہام کر کے اُن کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔ اور ان کی کوئی ضرورت ایسی نہیں جو پوری نہ کی جائے۔ پس ہمارا خدا کسی کا محتاج نہیں۔ اور نہ ہی اپنے بندوں کو کسی کا محتاج ہونے دیتا ہے۔ پس ہمارے دوست خدا تعالےٰ کو اپنا بناویں۔ اور اس کے سامنے بے جان چیز کی طرح اپنے آپ کو ڈال دیں پھر دیکھ لیں کہ ہمارا خدا کیسا اپنے وعدوں کا سچا ہے۔ میرے دوستو! میں نے اپنے خدا جیسا وفادار کسی کو بھی نہیں پایا۔ وہ ایسا وفادار ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب کفار نے آگ میں ڈالا تو ان کو بچایا کہ نہیں بچایا۔ حضرت یوسفؑ کو ان کے بھائیوں نے کنوئیں میں پھینک دیا۔ دیکھو ان کو بچایا کہ نہیں بچایا۔ حضرت یونسؑ کو دریا میں پھینکا دیکھو ان کو بچایا کہ نہیں بچایا۔ وہ کونسا راستباز ہے جس کو خدا تعالےٰ نے نہیں بچایا۔ پس تم راست باز بنو تا تمہیں بھی بچایا جائے۔ وہ بڑا ہی وفادار خدا ہے۔ پس تم اُس کے ہی بن جاؤ۔

"تقویٰ کی باریک راہوں پر چلو تو خدا تمہارے ساتھ ہوگا"

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

شب کی تنہائی میں نیند سے کچھ دیر پہلے اسوقت جبکہ میں دن بھر کے کام کاج سے تھکا ماندہ بستر راحت پر دراز تھا۔ آقائنا حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام:۔

"تم لوگ متقی بنجاؤ۔ اور تقویٰ کی باریک راہوں پر چلو۔ تو خدا تمہارے ساتھ ہوگا"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود ص ۲۹۱)

ذہن میں آموجود ہوا۔ جس کے باعث میری نیم وا آنکھوں سے خواب عنقا ہوگئی۔ اور بستر راحت بستر راحت نہ رہا۔ اس گھڑی دن بھر کے تاثرات۔ احساسات اور اعمال ایک ایک کرکے ذہنی طور پر مستحضر ہونا شروع ہوگئے۔ نفس لوامہ کی نیش زنی کے باعث ہر ہر لحظہ ایک آہ لبوں تک پہنچتی۔ اور ہوا میں گم ہوکے رہ جاتی۔ میں نے اعمال کا جائزہ لینا شروع کیا۔ لیکن میرے تاسف کی انتہا نہ رہی۔ جبکہ ہر عمل میرے لئے اندوہگیں ثابت ہوا۔ جس میں میں نے خدا تعالےٰ کے اس ارشاد کو نظر انداز کردیا تھا۔

(۱)

علی الصباح اٹھا۔ نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد میں نے سیر کی ٹھانی۔ چھڑی سنبھال اس رستہ پر ہولیا جو آبادی سے دور سرسبز و شاداب کھیتوں کی طرف جاتا تھا۔ میں چلتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ دنیا کے شور و شغب سے بہت دور نکل گیا۔ ارد گرد کی ہریاول۔ آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کے سرور کی باعث ہورہی تھی۔ جدھر نگاہ اٹھتی سبزہ ہی سبزہ نظر آتا۔ جس نے میری توجہ کو کچھ عرصہ کے لئے افکار و حوادث سے بے نیاز کردیا۔ میں خیالات میں مستغرق کھیتوں کو روندتا ہوا۔ بڑھتا چلا گیا مجھے اس امر کا قطعاً احساس نہ ہوا۔ کہ ان لہلہاتی کھیتیوں اور کیاریوں کی تخریب مزارع کو جس کے گاڑھے پسینہ نے انہیں سینچا تھا۔ آٹھ آٹھ آنسو رلانے کی باعث ہوگی۔ اس کی دردبھری آہیں عرش بریں تک پہنچیں گی۔ اور خدائے ذوالجلال کے غضب کو بھڑکانے کی باعث ہونگی۔

میں نے سوچا کیا اس ظلم کے لئے میرے پاس کوئی وجہ جواز ہے۔ میرے نفس نے ملامت کی اور کہا۔ "اے مسیح موعود علیہ السلام کی پیروی کے مدعی! تجھے یہ امر ہرگز زیبا نہ تھا کہ تو اس وقت تقویٰ کی باریک راہ کو فراموش کردیتا۔ تجھ میں اور ان لوگوں میں جنہیں ابھی دامن احمدؑ علیہ السلام سے وابستگی کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ پھر وجہ امتیاز کیا ہوئی۔ تو تو اس نعمت سے متمتع ہے جس سے وہ نہیں۔ اگر تو بھی تقویٰ کی باریک راہوں پر گامزن نہیں۔ تو حیف ہے تیری زندگانی پر۔ اس شخص سے وابستگی کی وجہ سے جو لوگوں کو تقویٰ کی راہوں پر چلانے کے لئے آیا ہے۔ تیری ذمہ واری بہت زیادہ ہے"

میری آنکھوں سے دو اشک ہائے ندامت نکلے۔ لیکن میں سنبھلا تا دیگر اعمال کا بھی محاسبہ کرلوں

(۲)

مدرسہ کا وقت قریب ہوا تو میں وہاں پہنچا۔ میں نے دیکھا دفتر میں ایک عزیز کا ملفوف پڑا تھا۔ کھولا۔ پڑھا۔ انہوں نے ایک نہایت ضروری امر کے متعلق مجھ سے دریافت کیا تھا۔ جس کا جلد جواب دینا ضروری تھا۔ گھڑی دیکھی تو سکول کا وقت شروع ہوچکا تھا۔ خیال پیدا ہوا کہ چونکہ یہ سکول کا وقت ہے اس لئے اس میں پرائیوٹ کام کرنا جائز نہیں۔ لیکن پھر اس خط کی اہمیت کا خیال پیدا ابھار۔ دونوں خیالوں میں جنگ شروع ہوئی۔ آخر خط کی اہمیت کا احساس غالب رہا۔ میں نے میز پر سے کاغذ کا ایک ٹکڑا اٹھایا اور قلم سنبھال لکھنا شروع کردیا۔ ایک لفافہ لے کر خط بند کردیا۔ اور ٹکٹ چسپاں کرکے چپڑاسی کے حوالہ کردیا۔ گھڑی دیکھی تو پندرہ منٹ گذر چکے تھے۔ میں نے کتابیں سنبھالیں اور پڑھانے کے لئے جماعت کے کمرہ میں داخل ہوگیا

یہ تھا میرا دوسرا کام جو میرے ذہن میں اسی وقت مستحضر ہوا۔ لیکن کیا اس میں بھی میں نے "تقویٰ کی باریک راہوں" کو تو فراموش نہیں کردیا تھا اس خیال کے آتے ہی نفس لوامہ نے ہتھیاروں لیس ہوکر مجھے آدبوچا۔ اور وہ بے نقط سنائیں کہ توبہ ہی بھلی۔ اس کا ہر ہر فقرہ نشتر کا کام کررہا تھا جو میرے قلب و جگر کو چھلنی کئے دیتا تھا۔ اس نے کہنا شروع کیا۔ "اگر میرا حافظہ غلطی نہیں کرتا تو تو غالباً موصی بھی ہے۔ لیکن کیا موصیوں کے یہ کارن ہوتے ہیں؟ کہنے کو تو تو نے محض ایک مختصر سا خط لکھا۔ لیکن در اصل تو ایسی جتنی بھاری غلطیوں کا مرتکب ہوا ہے۔ سرکاری کاغذ پہ سرکاری سیاہی سے پرائیویٹ خط لکھنے اور پھر سرکاری لفافہ میں بند کرکے بھیجنے کا بھلا تمہیں کیا حق تھا۔ یہ سرقہ نہیں تو اور کیا ہے؟ تو نے یہ کیسے سمجھ لیا۔ کہ سرکار کی چوری چوری نہیں ہوتی۔ کیا موصی کی شان اسی امر کی مقتضی ہے؟

اور تو تم نے تو فرض منصبی ادا کرنے میں بھی کوتاہی کی۔ وہ فرض جس کے لئے تم سکول سے تنخواہ لیتے ہو۔ اور جس کی ادائیگی کے تم ذمہ وار ہو۔ اگر حکام بالا کو اس امر کا پتہ چل جائے۔ تو وہ سہل انگاری کے جرم میں تجھے برطرف کردیں۔ تو نے یہ تو دیکھا کہ افسران متعلقہ میں سے کوئی بھی اس وقت تمہیں دیکھ نہیں رہا تھا۔ لیکن خدا جو سب افسران سے ارفع و اعلیٰ ہے بھی اس گھڑی غافل نہ تھا۔ تم بندوں سے تو ڈرتے ہو۔ لیکن خدا کا تمہیں خوف نہیں؟

میں نے بچشم گریاں و سینہ بریاں یہ سب کچھ سنا۔ آخر مجھ میں سکت نہ رہی تو دل بیٹھ گیا۔ لیکن پھر سنبھلا اور کہا۔ کچھ اور محاسبہ کرلو۔ شاید کوئی کام یاد آجائے۔ جو وجہ تسلی ہوسکے۔

(۳)

پچھلے دنوں کئی ایک مرتبہ خیال پیدا ہوا کہ ایک ماہ کی رخصت لے کر کہیں سیر کے لئے جایا جائے۔ سکول سے فارغ ہوکر واپس آرہا تھا۔ کہ ایک ڈاکٹر کی دکان کے سامنے آکر میرے قدم رکے۔ اندر پہنچا۔ ایک روپیہ نکال سامنے رکھا۔ اور جھوٹا میڈیکل سرٹیفکیٹ لے لیا۔

نفس لوامہ اس واقعہ کے یاد آنے پر زیادہ درشتی سے پیش آیا۔ اس لئے کہ یہ واقعہ تو اس کے لئے اپنے فرائض سرانجام دینے کا بہترین موقعہ بہم پہنچا رہا تھا۔ اس نے کہنا شروع کیا کہ "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن سے وابستگی اور یہ جھوٹ یہ مکر اور فریب نہیں تو اور کیا ہے۔ وصیت کرتے وقت تم نے کیا عہد کیا تھا۔ یہی نہ کہ تم آئندہ زندگی میں یکسر بدل جاؤ گے گویا کہ یہ نئی زندگی ہوگی۔ جو گذشتہ زندگی سے بالکل مختلف ہوگی۔ لیکن بتاؤ تو سہی۔ کیا یہ مکر و فریب تو نے چھوڑے؟ ایسی وصیت سے تمہیں کیا فائدہ ہوا جو سچے دل سے نہ تھی۔ اور جس نے تمہاری زندگی میں ایک نمایاں تغیر پیدا نہ کردیا؟"

میں خاموش آہوں کے ساتھ اپنی کوتاہ اندیشی پر آٹھ آٹھ آنسو روتا تھا۔ لیکن اس خیال سے پھر سنبھلا کہ کوئی ایسا کام تلاش کروں جو اس مکر و فریب کے اثرات بد سے مجھے مصئون کردے۔

میں کیونکر احمدی ہوا

مکرمی شیخ محمود احمد صاحب عرفانی ایڈیٹر صاحب الحکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں اپنے احمدی ہونے کے متعلق کچھ لکھ کر پیش کرتا ہوں۔ اخبار میں شائع کر کے مشکور فرماویں۔

مَیں نے جنوری ۱۸۸۸ء کو مڈل کا امتحان دیا۔ اور پاس ہو کر ۱۶ مئی ۱۸۸۸ء کو موضع دورانگلہ میں نائب مدرس مقرر ہوا۔ اکتوبر ۱۸۸۸ء کو نارمل جالندھر داخل ہوا۔ ایک سال وہاں پڑھتا رہا۔ آتے ہی ایک دن بیکار نہیں رہا۔ موضع کوٹ سنتوکھ میں بعہدہ مدرس پر مقرر ہوا۔ وہاں بعض وجوہات کی وجہ سے مدرسہ جنڈسی چونترہ میں ۳ ماہ بعد تبدیل ہوا۔ موضع مذکور میں ایک سال تک کام کیا۔ چونکہ یہ مقام میرے گھر سے دور تھا۔ اور سکول بے رونق تھا۔ اس لئے ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب سے میں نے کہا کہ مجھے تبدیل کیا جائے۔ آب و ہوا میرے موافق نہیں ہے۔ اس نے کہا تبدیلی نہ ہوگی۔ اگر منظور ہے تو لکھ دو۔ میں نے درخواست دے دی کہ مجھے منظور ہے۔ ایک سال کے بعد میں تھیلو چک تحصیل شکر گڑھ میں تبدیل ہو گیا۔ اسی طرح کئی مدرسوں میں کام کیا۔ آخر ۱۸۹۶ء سرکاری ملازمت سے مستعفی ہو کر مشن میں ملازمت کر لی۔ میرے والد صاحب بھی ۱۸۸۶ء میں مدرسی سے ریٹائر ہو کر مشن کی ملازمت اختیار کر چکے تھے۔ ۱۸۹۶ء میں آپ کا انتقال ہو گیا اور آپ کی جگہ مجھے مشن افسروں نے مقرر کیا۔ موضع اوگر ہو کھجرہ متصل اٹھوال ڈاکخانہ کلانور۔ مجھے شوق تھا کہ کوئی ایسی کتاب ملے جس میں عیسائیوں کے اعتراضات کے جوابات ہوں۔ دو سال کے بعد موضع ظفروال ڈاکخانہ دھاریوال تبدیل ہوا۔ سال ڈیڑھ سال کے بعد ایک مشن افسر نے کہا کہ مادھوپور چلے جاؤ۔ وہاں ہمارا سکول بے آباد ہو گیا ہے۔ اس کو آباد کرو۔ پھر آپ کو بلا لیں گے۔ مَیں نے مان لیا۔ آخر کار سن نبوۃ کے آخر میں پٹھانکوٹ مشنری افسر نے کہا کہ چلو تیرا صاحب بلاتا ہے۔ میں نے کہا جماعتوں کے امتحان کے بعد جاؤں گا۔ کیونکہ دوسرا آدمی اگر کام خراب کر دے۔ وہ بوجھ مجھ پر پڑے گا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے میں سکول مادھوپور سے سکول طلباء کے لئے کتابیں دینانگر سے خریدنے آیا تو کتابیں خریدنے کے بعد کتب فروش سے جو ہندو تھا۔ (وہ اب بھی ہے) کہا کوئی عجیب و غریب کتاب دو۔ اس نے کہا قیمت بہت ہے۔ میں نے کہا دے دو۔ اور قیمت حساب کے جمع کرو۔ اس نے تین کتابیں اکٹھی سلی ہوئی دے دیں۔ ایک ازالہ حقیقت دوسری حقیقت مہدی تیسرا یاجوج ماجوج کا حصہ نظم میں جہلم کے ایک شخص نے لکھا تھا۔ چونکہ یہاں سب کتابیں جتنی ضرورت تھی نہ ملیں۔ اس واسطے مجھے گورداسپور جانا پڑا۔ دینانگر سے صدر تک ان کتابوں کا بہت سا حصہ میں نے پڑھ لیا۔ صدر کے پاس سڑک پر موضع جنڈسی کا نمبردار شیر محمد نامی مجھے ملا۔ اس نے سوال کیا کیا پڑھتے ہو۔ میں نے کہا حضرت مسیح کی وفات کے متعلق حضرت مرزا صاحب کی کتاب پڑھ رہا ہوں۔ وہ کہنے لگا مرزائی تو نہیں ہو گئے۔ جواباً میں نے کہا ہوا تو نہیں انشاء اللہ ہو جاؤں گا۔ یہ واقعہ سن نبوۃ کا ہے۔ چونکہ ۱۸۹۰ء میں مدرسہ جنڈسی میں مدرس تھا۔ وہ نمبردار میرا واقف تھا۔ ان دنوں جنڈسی کے مولوی نے ایک دن باتوں باتوں میں یہ کہا تھا۔ کہ عیسائیوں اور مرزائیوں کی کتابیں نہیں پڑھنی چاہئیں۔ میں نے تعجب تو کیا لیکن بے علمی کے سبب خاموش رہا۔ جب میں نے شرف حاصل کیا۔ تو مولوی صاحب کو ایک چٹھی کے ذریعہ کہا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے برخلاف اگر کوئی ثبوت ہے تو پیش کرو۔ اس کے بعد دو اور خطوط لکھے۔ مگر انہوں نے واپس کر دیئے۔ اس کے سات ماہ بعد مولوی صاحب جنڈسی طاعون سے فوت ہو گئے۔ اور تین سو روپیہ نقد چھوڑا۔ پھر جب میں واپس سکول میں پہنچا۔ تو قریب ایک قصبہ سجانپور ہے۔ وہاں بعض لوگ میرے واقف تھے۔ ان کو بلا کر وہ کتابیں دے دیں۔ اور پوچھا کہ بتاؤ کہ کشمیر میں حضرت مسیح کی قبر ہے۔ انہوں نے چند یوم کے بعد کتابیں واپس دے دیں۔ اور کوئی معقول جواب نہ دیا۔ پھر میں نے دو کتابیں منشی سکندر علی صاحب کو دیں۔ انہوں نے خوب پڑھیں بلکہ میری سفارش سے کتاب براہین احمدیہ سیالکوٹ سے منگوائی۔

اور یہاں کبھی کسی مولوی صاحب نے نہیں بتایا کہ مسیح آ گیا اور وہ قادیان میں ہے۔ خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے راہنمائی فرمائی۔ اور قادیان بھیج دیا۔

ایک دفعہ میں نے ۱۸۹۷ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے نماز ظہر پڑھی۔ وہ اس طرح ہے کہ ۱۸۹۷ء کو مجھے خیال آیا کہ حضرت مرزا صاحب کو دیکھنا چاہیئے۔ صبح اٹھ کر موضع لوچاں سے چل کر ۹ بجے کے قریب قادیان پہنچا۔ جس جگہ اب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کا گھر ہے۔ ایک نوجوان باہر کا رہنے والا میرا واقف تھا رہتا تھا۔ کہنے لگا کدھر آئے۔ میں نے حضرت مرزا صاحب کو ملنے کے لئے آیا ہوں۔ اس نے کہا اس وقت تو نہیں ظہر کے وقت ملیں گے۔ اس نے مجھے کھانا وغیرہ کھلایا اور چارپائی بچھا دی۔ ظہر کے وقت وہ مجھے مولوی صاحب حضرت خلیفہ اولؓ کے مطب میں بٹھا کر چلا گیا۔ حضرت مولوی صاحب کے پاس چند طلباء پڑھ رہے تھے۔ حتیٰ کہ اذان ہوئی۔ اذان کے بعد طالبعلم اٹھ کر چلے گئے۔ راقم اور حضرت مولوی صاحب رہ گئے۔ ہم دونوں نے وضو کیا اور مسجد کی طرف روانہ ہوئے۔ پہنچے تو نماز کھڑی تھی۔ صرف دو کس کے لئے جگہ تھی۔ دائیں طرف حضرت مولوی صاحب کھڑے ہو گئے۔ اور بائیں طرف میں کھڑا ہو گیا۔ نماز ختم ہونے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور باقی سب احباب بیٹھ گئے۔ میں نے حضرت اقدس ؑ کا چہرہ مبارک دیکھا تو میرے دل نے بے اختیار کہا کہ جو کوئی اس نورانی چہرہ کی طرف کفر منسوب کرتا ہے۔ یقیناً وہ بدنصیب ضلالت اور گمراہی کے عمیق گڑھے میں گرا ہوا ہے۔ اس دن ایک اور مہمان بھی آیا ہوا تھا۔ اس کے لئے چاء منگوائی گئی۔ سب کو یا بعض کو چاء پلائی گئی۔ حضرت میاں صاحب اندر سے چاء لائے۔ مجھے بھی پینے کے لئے کہا گیا۔ مگر میں نے انکار کر دیا۔ باتیں ہوتی رہیں۔ آخر کار حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے جیب سے گھڑی نکالی۔ اور دیکھ کر دریچہ کے رستے اندر تشریف لے گئے۔ میں نے کسی سے دریافت کیا کہ پھر حضرت کب تشریف لائیں گے۔ جواب ملا عصر کے وقت۔ میں نے خیال کیا کہ امیروں کی عصر تھوڑے سے دن کو ہوتی ہے۔ پھر میں کہاں جاؤں گا۔ میرا یہاں کوئی واقف و آشنا نہیں ہے۔ میں اس سے قطعاً بے علم تھا کہ یہاں کوئی لنگر خانہ بھی ہے۔ اور آنے والے مسافروں کی باقاعدہ خبر گیری کی جاتی ہے میں موضع بھینی میں جا کر تین دن رہا۔ اور آتا ہوا پھر اسی محلہ سے ہوتا ہوا محلہ دار الرحمت میں پہنچا وہاں ایک دوست کو مل کر پھر اپنے گاؤں میں چلا گیا پھر جب میں موضع ظفروال میں مدرس تھا۔ اس وقت حضرت اقدس دھاریوال ایک تاریخ کے موقعہ پر تشریف لے گئے۔ میں نے بہت سعی کی۔ اور حضورؑ کی زیارت کے لئے دھاریوال پہنچا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ حضور واپس تشریف لے گئے ہیں۔ اور جب میں کارخانہ دھاریوال کے مدرسہ میں کام کرتا تھا تو کئی دفعہ حضرت کی زیارت کے لئے بے چین رہتا۔ آخر ۲۹ مارچ ۱۹۰۲ء کو مشرف بیعت ہوا۔

(۴)

نماز عصر کے بعد ایک صاحب تشریف لائے باتوں باتوں میں مَیں نے عرض کی "لیوڈو کھیلے گا"؟ "بصد شوق" انہوں نے کہا۔ ہم نے کھیلنا شروع کیا یہانتک کہ مغرب کی اذان کی آواز نے ہمیں چونکا دیا وہ تو خیر ہوئی کہ مؤذن نے اذان ذرا بلند آواز دی۔ تو کان پڑ گئی۔ ورنہ استغراق کی تو یہ حالت تھی۔ کہ شب سیاہ کی آمد سے قبل شاید ہمیں کوئی بھی چیز اپنی طرف متوجہ کرنے میں کامیاب نہ ہو سکتی۔

میں نے سوچا۔ کیا ایک متقی موصی کے لئے اپنے اوقات کی اس طرح تضیع جائز ہے؟ اس پر نفس لوامہ نے پھر اپنا عمل شروع کر دیا۔ اور میرے اس لغو کام کی اس قدر بھیانک صورت پیش کی کہ میرا جسم کانپ اُٹھا۔

کہنے لگا۔ بس تیری پارسائی بھی دیکھ لی وہ وَهُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ والی آیت کریمہ کیا تجھے اس وقت فراموش ہو گئی تھی؟ اس قدر انہماک سے تو اس لغو کام میں مشغول تھا۔ کہ گویا تیری اس دنیا میں آمد سے یہی ایک غرض و غایت تھی۔ یہ بھی تو سوچ لیا ہوتا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں داخل ہونے کی وجہ سے تجھ پر کیا کیا ذمہ واری عاید ہوتی ہے۔ اور کہانتک تو نے انہیں ادا کیا ہے۔ ایک تبلیغ ہی کو لو۔ یہ تو محض اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ وہ خود ہی قلوب میں احمدیت کی طرف رجحان پیدا کر رہا ہے۔ اور سلسلہ کو ترقی دے رہا ہے۔ ورنہ اگر جماعت کی ترقی کا تمہارے جیسے لوگوں کی کوششوں پر انحصار ہوتا۔ تو ترقی معلوم۔ خدا تعالےٰ نے تجھے جو احمدیت قبول کرنے کی سعادت بخشی ہے تو کیا یہ لازم نہ تھا کہ تو اپنے اوقات لغو کاموں میں ضائع کرنے کی بجائے تبلیغ میں صرف کرتا۔ اور اس رنگ میں اللہ تعالےٰ کے حضور ہدیہ تشکر پیش کرتا؟

روتے روتے میری ہچکی بندھ گئی۔ وجہ تشفی کی کوئی امید نہ رہی تھی کیونکہ دن بھر کے کاموں میں سے کوئی بھی ایسا نہ نکلا۔ اب رات کا ابتدائی حصہ ہی باقی تھا۔ جس میں کوئی کار خیر یاد نہ پڑتا تھا۔

(۵)

نفس لوامہ نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "اسی پر بس نہیں۔ آخری کام سرانجام دینے وقت بھی تو تقویٰ کی باریک راہ پر گامزن نہیں ہوا۔ تو نے وہ لمپ کہاں سے لیا تھا۔ جس کی روشنی میں ابھی مصروف مطالعہ تھا؟ بھول گیا؟ اتنی جلدی جلسہ سالانہ گئے ابھی چار ماہ بھی تو نہیں گزرے پھر اتنی جلدی کیسے بھول گیا۔ یہ وہی لمپ تو نہیں ہے جو تو نے مہمانوں کی ضروریات کے لئے جلسہ سالانہ کے سٹور سے لیا تھا۔ اس لمپ کے استعمال میں تم اس وقت کہانتک حق بجانب ہو۔ کیا یہ تمہارا فرض نہ تھا۔ کہ مہمانوں کے جانے کے بعد اسے سٹور میں واپس کرتے۔ یہ ہے تمہارا سیاہ نامہ اعمال۔ اور اس پر تمہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حقیقی تبع ہونے کا دعویٰ ہے۔ کوئی ایک کام بھی دن بھر میں تو نے ایسا نہیں کیا جو تمہارے لئے خدا تعالےٰ کے رحم کا جاذب ہو سکے"۔

اب سننے کی مجھ میں تاب نہ رہی۔ نفس لوامہ کی ملامت نے میری آنکھیں کھول دیں۔ اور میری کمزوریوں کو عریاں کر کے میرے سامنے رکھ دیا روتے روتے میری ہچکی بندھ گئی۔ تب ارحم الراحمین خدا کی رحمت جوش میں آئی۔ اس نے "تسلیہ" کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدتوں سے بھولی ہوئی ایک بات میرے ذہن میں مستحضر کر دی کہ:

"غفلت اور سستی کا بہترین علاج استغفار ہے"

سابقہ غفلتوں اور سستیوں کی وجہ سے کوئی ابتلاء بھی آجائے تو (انسان) راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر سجدے اور دعائیں کرے۔ اور خدا تعالیٰ کے حضور ایک سچّی اور پاک تبدیلی کا وعدہ کرے"۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ صـ ۲۴۹)

میں اٹھا اور خدا تعالےٰ کے حضور سجدہ میں گر گیا عجز و انکساری گریہ زاری سے توبہ و استغفار کیا۔ اور عرض کی کہ ارحم الراحمین خدا میں کمزور انسان ہر ہر کام پر تیری مدد اور رہنمائی کا محتاج ہوں تو ہی مجھے تقویٰ کی باریک راہوں پر چلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صحیح متبع بنا۔ آمین۔

خاکسار۔ خالد بی۔ اے (آنرز) مولوی فاضل
رکن مجلس انصار سلطان القلم

وصیت نمبر ۷۵۹۶

منکہ محمد رفیع اللہ ولد منشی نیاز اللہ صاحب احمدی قوم شیخ پیشہ ڈاکٹری عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن شہر فیض آباد۔ ضلع فیض آباد۔ یو۔پی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۷-۳-۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد غیر منقولہ جو کہ ایک پختہ مکان ہے جس کی قیمت تین ہزار روپیہ ہے۔ لیکن میرا گذارہ جائیداد پر نہیں ہے۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت تیس روپے ماہوار ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن قادیان میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔

نوٹ:۔ میری بیوی کا مہر دو ہزار ۲۰۰۰ روپیہ میرے ذمہ واجب الادا ہے۔ اگر میں اپنی زندگی میں یہ روپیہ ادا نہ کر سکا۔ تو اس مکان کی قیمت سے وضع کر کے باقی پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔

العبد:۔ ایم رفیع اللہ احمدی رفیع میڈیکل ہال فیض آباد
گواہ شد۔ نیاز اللہ احمدی والد موصی فیض آباد یو۔پی
گواہ شد:۔ عبد الکریم احمدی سب اسسٹنٹ سرجن انڈین ملٹری ہسپتال فیض آباد۔ یو۔پی۔

نوٹ:۔ یہ جائیداد فیض آباد محلہ قصاب باڑہ میں ہے حدود اربعہ یہ ہے۔ اتر سڑک پختہ۔ دکھن گلی۔ پورب گلی۔ پچھم مکان کرامت علی۔

نمبر ۷۸۸۴

منکہ شیخ کریم بخش ولد شیخ اللہ دتہ۔ قوم شیخ پیشہ تجارت عمر ۵۴ سال۔ تاریخ بیعت ۱۹۱۰ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۷-۴-۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے۔

ایک قطعہ زمین سفیدہ جس کی قیمت اندازاً ایکصد روپیہ ہے۔ اور جو پنڈ دادنخاں ضلع جہلم میں محلہ کوٹ کلاں میں واقع ہے۔ جس کا اندازاً رقبہ چھ مرلہ ہے۔ اس میں میرا نصف حصہ ہے۔ میرا گذارہ میری تجارتی آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت اندازاً ۱۲۰ روپے ماہوار ہے۔ میں اپنی آمدنی ماہوار کا ۱/۱۰ حصہ تادم زیست داخل خزانہ صدر انجمن قادیان کرتا رہوں گا۔ میری وفات پر جو میرا متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:۔ شیخ کریم بخش مالک اقبال بوٹ ہوس کوئٹہ
گواہ شد۔ محمد اسحٰق عابد سٹورمین آرسنل کوئٹہ۔
گواہ شد۔ ممتاز احمد ایاز سیکرٹری جماعت احمدیہ کوئٹہ۔
گواہ شد۔ محمد عبد الرشید لیبشیا ہاسپٹل

بیعت کے بعد جب دھاریوال پہنچے تو وہاں شور تھا کہ دو عیسائی مرزائی ہو گئے۔ زور شور سے عداوت شروع ہو گئی۔ مشن افسروں کو کہا کہ یہ مسیح کی توہین کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ مسیح مر گیا۔ یہ بھی ہوا کہ جب بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ تو مشن افسروں نے ہمیں کچھ الاؤنس دے کر کہنا شروع کیا۔ کہ جس طرح تم پہلے مسلمان تھے اسی طرح اب بھی رہو۔ ایک سال کے بعد ہمارے الاؤنس بھی بند کر دیئے۔ اور سکول سے موقوف بھی کر دیا۔

میں نے مشن کے اعلیٰ افسر سے پوچھا کہ صاحب ہمارا کیا قصور ہے۔ اس نے جواب میں کہا کہ قصور کوئی نہیں۔ صرف یہ ہے کہ جس غرض کے لئے ہم نے سکول کھولے ہیں۔ وہ تمہارے رہنے سے پوری نہیں ہوئی۔ جیسا تم کہتے ہو کہ مسیح مر گیا۔ اگر ہم مان لیں تو ہمارا مذہب پاش پاش ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا اچھا صاحب لکھ دیں۔ جس پر انہوں نے سرٹیفکیٹ لکھ دیا۔ کہ منشی غلام محمد نے آٹھ سال ہمارے پاس کام کیا۔ کام اچھا کیا ہے۔ لیکن چونکہ یہ قادیانی ہو گیا ہے۔ اس لئے ہم اس کو موقوف کرتے ہیں۔ ایسا ہی منشی سکندر علی صاحب کے متعلق لکھا کہ منشی صاحب نے ہمارے پاس گیارہ سال کام کیا ہے لیکن چونکہ یہ قادیانی ہو گیا ہے اس لئے ہم اس کو موقوف کرتے ہیں۔

جب ہم نے بیعت کر لی۔ تو مہینہ میں دو تین دفعہ قادیان آتے تھے۔ خدا تعالیٰ کے حضور راستے میں دعا کرتے کہ اے مسبب الاسباب اپنے فضل و کرم سے قادیان میں ہمارے لئے ذریعہ معاش پیدا کر۔

جن دنوں میں موقوف ہوا۔ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کے ارشاد کے ماتحت میں قادیان آ گیا۔ آتے ہی عرفانی صاحب موصوف نے مجھے دفتری کی جگہ دی۔ یہاں پر مجھے کام کرتے کوئی زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ حضرت قبلہ نواب محمد علی خانصاحب نے مجھے بلایا فرمایا کہ مدرس کی ایک آسامی خالی ہے۔ کام کرو گے۔ میں نے کہا تنخواہ کیا دیں گے۔ آپ نے چھ روپے ماہوار فرمایا۔ میں نے انکار کر دیا۔ کیونکہ شیخ صاحب موصوف یہی تنخواہ اور رہنے کو مکان بھی دے رکھا تھا۔ علاوہ ازیں کھانا بھی بعض دفعہ گھر سے بھجوا دیا کرتے تھے۔ آخر کار میں نے منشی سکندر علی صاحب کا نام پیش کیا۔ جو کہ قبلہ نواب صاحب نے منظور فرمایا۔ اطلاع بھیجی پر منشی صاحب حاضر ہو گئے۔ اور مدرسہ میں مقرر کر دیئے گئے۔

کچھ عرصہ گذرنے کے بعد دفتر میگزین میں نائب محرر کی آسامی نکلی اس پر کو دفتری کا کام بھی کرنا پڑتا تھا۔ جس پر مجھے متعین کیا گیا۔ تقریباً یہاں سے دو سال بعد مئی ۱۹۰۶ء میں مجھے مدرسہ میں منتقل کیا گیا۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء کو مجھے مدرسہ سیکھواں میں جو ہائی سکول کی شاخ کہلاتی تھی تبدیل کیا گیا۔ اور اس جگہ خدا کے فضل سے میں نے اور میری بیوی نے وصیت کی۔ جس پر میں خدا کے فضل و کرم سے قائم ہوں اور انشاء اللہ قائم رہوں گا۔

میں نے سیکھواں جاتے وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں دعا کے لئے درخواست کی۔ جس پر حضرت اقدس نے تحریر فرمایا

"حکم ماننا سعادت ہے۔ چلے جاؤ۔ بڑا مبارک ہو گا۔"

۱۹۰۳ء سے کر ۱۹۰۷ء تک کئی کلمات حضور کے میرے کان میں پہنچے۔ مگر بدقسمتی سے یاد نہیں رہے۔ صرف چند باتیں میں عرض کرتا ہوں

ایک دفعہ کسی بدبخت نے یہ مشہور کر دیا (خدا حضور کے دشمنوں کو کرے) کوڑھ کی بیماری ہو گئی ہے۔ اس بات کے سننے کے بعد حضور نے مسجد میں کھڑے ہو کر فرمایا۔ جس نے یہ بات سب سے پہلے کہی ہے وہ بتلا دے کہ میں نے کہی ہے۔ وہ ضرور کوڑھی ہو گا۔ اگر نہ بھی بتلا دے تو بھی وہ کوڑھی ہو کر مرے گا۔

ایک دفعہ حضرت نے یہ بھی فرمایا۔ کہ ایک ہماری دشمن طاعون سے ہلاک ہو گا۔ سو انہی دنوں میں موضع سوہل کا مولوی اللہ دتا طاعون سے ہلاک ہو کر جہنم داخل ہوا۔

ایک دفعہ ایک ستارہ نماز عصر کے وقت ٹوٹا تھا۔ ہر جگہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ یہیں گرا ہے۔ اس سے قبل دو تین روز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسجد میں فرمایا۔ اور بہت سی شہادتیں اس کے متعلق لکھی گئیں۔ جن میں میری بھی شہادت درج تھی۔

جب سے میں نے بیعت کی۔ میں نے حضور کے یہ معجزے دیکھے ہیں۔

۱۔ نواب صاحب کا لڑکا قریب المرگ ہو گیا تھا حضور کی دعا سے اچھا ہوا۔

۲۔ عبد الکریم حیدر آباد دکن کا ایک طالبعلم تھا اس کو دیوانہ کتا کاٹ گیا۔ اسے کسولی بھیجا گیا۔ وہاں سے آنے کے بعد اسے ہلکا ہو گیا۔ کسولی میں بھی اطلاع دی گئی۔ جس پر ڈاکٹروں نے عبد الکریم کو لاعلاج کہا۔ حضرت اقدس کو اطلاع دی گئی۔ فرمایا اس کو باندھ رکھو۔ میں دعا کروں گا۔ دعا کی گئی۔ اچھا ہو گیا۔ اب تک زندہ موجود ہے

۳۔ ایک دفعہ حضرت اقدس نے فرمایا کہ "میری عمر اسی سال کے کم و بیش ہو گی"۔ سو یہ میرے سامنے واقعہ ہوا۔ حضور کی عمر اسی برس کے قریب قریب ثابت ہوئی۔

۴۔ آپ نے فرمایا۔ خدا نے کہا ہے کہ تیرا گھر طاعون سے بچایا جائے گا۔ سو میرا ۳۵ سال سے مشاہدہ ہے۔ خدا کے فضل سے ایک چوہا تک طاعون سے نہیں مرا۔

۵۔ آپ نے فرمایا میرا نام ابراہیم بھی ہے۔ میری بے شمار اولاد ہو گی۔ اس چالیس سال کے عرصہ میں حضور کی اولاد سو کے قریب پہنچ چکی ہے۔ جو اس وقت خدا کے فضل سے زندہ موجود ہے۔ فوت شدہ اولاد کا شمار نہیں کیا گیا۔

۶۔ یہ بھی آپ نے فرمایا تھا۔ کہ میرے دشمن کی نسل کاٹی جائے گی۔ سو یہ بھی پوری ہو گئی۔

۷۔ حضرت نے فرمایا تھا کہ قادیان بڑا شہر ہو گا۔ اور دور دراز تک بڑھ جائے گا۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وقت دس ہزار سے اوپر آبادی ہے۔ اور دن بدن بڑھ رہی ہے اس کے علاوہ اور بے شمار نشان ہیں۔ لیکن طوالت مضمون کی وجہ سے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ پھر کبھی انشاء اللہ ہدیہ ناظرین کروں گا۔

اب میں مولوی عطاء اللہ بخاری کو مخاطب کرتا ہوں کیا وہ اپنی پاکیزگی کو مد نظر رکھ کر کہہ سکتا ہے۔ کہ میری بے شمار نسل ہو گی۔ کیا مولوی صاحب میں ہے جرأت کہ یہ شائع کرے۔ پھر دیکھے کہ کیا گل کھلتا ہے۔ نسل بڑھتی ہے یا جڑھ سے کٹ کر کیفر کردار کو پہنچتی ہے۔ اگر اور بھی کو مخالف ہمت رکھتا ہو تو میدان میں آئے۔

خاکسار منشی غلام محمد قادیان محلہ دار الفضل۔

صرف خریداران برما کیلئے

چونکہ صوبہ برما یکم اپریل ۳۷ء سے ہندوستان سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ اس لئے یکم اپریل سے اس ڈاک پر جو ہندوستان سے برما کو جائے گی وہی محصول لیا جائے گا۔ جو بیرون ہند کی ڈاک پر لیا جاتا ہے۔ چونکہ محصول ڈاک زیادہ ہو گیا ہے اس لئے آئندہ برما کے خریداروں سے بھی وہی قیمت لی جائے گی جو کہ بیرون ہند کے خریدار ادا کرتے ہیں۔ یعنی پانچ روپے سالانہ کی بجائے ۱۲ روپے سالانہ نیز برما میں آئندہ وی پی نہیں جا سکے گا۔ اس لئے خریداران برما کو چاہئے کہ وہ اپنی اپنی قیمت بذریعہ منی آرڈر دفتر الحکم کو بھیج دیں۔

(مینیجر)

خلافت نمبر

دسمبر میں شائع ہوگا

میں نہایت افسوس سے اعلان کرتا ہوں کہ کاغذ کی قیمت میں جو غیر معمولی اضافہ ہوگیا ہے۔ اس کی وجہ سے خلافت نمبر کا اس پیمانہ پر جس کا اعلان کیا گیا تھا۔ شائع کرنا ناممکن سا ہوگیا ہے۔ اگرچہ خلافت نمبر کے لئے سلسلہ کے بلند پایہ بزرگوں نے مرکز سے مضامین لکھے۔ اور لنڈن اور دیگر بلاد خارجہ سے بھی قیمتی مضامین موصول ہوئے ہیں۔ مگر مالی تنگی نے کاغذ کی قیمت کے اضافہ کے بوجھ کو اٹھانے سے مجبور کردیا ہے۔ اس لئے تمام احباب کو اس اعلان کے ذریعے اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ اب یہ پرچہ سالانہ جلسہ سے قبل شائع ہوکر آپ کے ہاتھوں میں پہنچ جائے گا۔ (انشاء اللہ تعالےٰ)

اگرچہ بعض دوستوں کا خیال تھا۔ کہ اس تاریخ پر خلافت نمبر شائع کردیا جائے۔ خواہ معمولی حجم کا ہی کیوں نہ ہو۔ مگر میری طبیعت نے اس کو پسند نہ کیا۔ اس غرض کے لئے متعدد فوٹوز بھی حاصل کئے گئے ہیں۔ اور بہت سا قیمتی مواد مہیا کیا گیا ہے۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ وہ دعا کریں اس پرچہ کی اشاعت کے لئے تمام روکیں اٹھ جائیں۔ اور پرچہ غیر معمولی شان سے شائع ہو سکے۔ والسلام

محمود احمد عرفانی

وصیتیں

نمبر ۷۵۵۴

میں احمد بی بی زوجہ چوہدری غلام حیدر صاحب قوم اعوان پیشہ خانہ داری۔ عمر تخمیناً ۳۰ سال۔ تاریخ بیعت ۱۹۲۸ء ساکن ڈھیپئی ڈاکخانہ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳/۲/۳۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد منقولہ از قسم زیور طلائی ۱۳ تولہ۔ اور از قسم چاندی دو سیر ہے۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں۔ میں اپنا مہر اپنے خاوند سے وصول کرچکی ہوں۔ میں اپنے زیور کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میرے مرنے کے وقت مذکورہ بالا جائیداد کے علاوہ بھی کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اگر میں اپنی وصیت سے کچھ ادا کردوں تو وہ میری وصیت سے مجرا سمجھا جائے گا۔

العبد:۔ احمد بی بی اہلیہ چوہدری غلام حیدر بی۔اے موضع ڈھیپئی متصل کوٹلی لوہاراں۔ ضلع سیالکوٹ۔ نشان انگوٹھا۔

گواہ شد۔ غلام محمد منیجر نصرت گرلز سکول قادیان

گواہ شد:۔ غلام حیدر بی۔اے۔ مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان خاوند موصیہ۔

نمبر ۷۵۶۴

میں رحیم بی بی بیوہ چوہدری محمد خاں صاحب قوم اعوان پیشہ خانہ داری۔ عمر تخمیناً ۵۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۴ء ساکن موضع ڈھیپئی ڈاکخانہ کوٹلی لوہاراں۔ ضلع سیالکوٹ صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳/۲/۳۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

میری جائیداد منقولہ از قسم زیور چاندی قیمت اسی روپیہ۔ نقد مبلغ یکصد روپیہ۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں۔ میں اپنے زیوات اور نقدی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میرے مرنے کے وقت مذکورہ بالا جائیداد کے علاوہ بھی کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ وارث ہوگی۔ اگر میں اپنی وصیت سے کچھ ادا کردوں۔ تو وہ رقم میری وصیت سے مجرا سمجھی جائے گی ۲۳/۲/۳۳

العبد:۔ رحیم بی بی زوجہ چوہدری محمد خاں صاحب موضع ڈھیپئی۔ ڈاکخانہ کوٹلی لوہاراں۔ ضلع سیالکوٹ نشان انگوٹھا۔

گواہ شد:۔ غلام محمد منیجر نصرت گرلز سکول قادیان

گواہ شد:۔ غلام حیدر بی۔اے۔ مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان۔

نمبر ۷۷۲۴

میں ناصر الدین صدیقی ولد ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر ستائیس سال۔ تاریخ بیعت پیدائشی۔ ساکن قادیان۔ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۲/۳۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ ۴۸ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ وصیت ہذا کے اجراء کے وقت جو میری جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:۔ ناصر الدین صدیقی حال نائب تحصیل دار وزیر آباد۔

گواہ شد۔ ملک غلام حسین ریلوے اسٹیشن وزیر آباد۔

گواہ شد:۔ محمد یوسف بقلم خود سب اسسٹنٹ سرجن ریلوے ہسپتال وزیر آباد۔

نمبر ۷۷۱۴

مسمیٰ اللہ دین ولد نتھا۔ قوم جٹ پیشہ کاشتکاری عمر تقریباً ۷۰ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۱۷ء۔ ساکن لودی ننگل۔ ڈاکخانہ فتح گڑھ چوڑیاں۔ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم جنوری ۱۹۳۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

زمین زرعی واقعہ لودی ننگل تین گھماؤں۔ قیمت ۹۰۰ روپیہ۔ ایک مکان خام رہائشی واقعہ لودی ننگل قیمتی ۲۰۰ روپیہ ہے۔ جس کے نصف حصہ کا میں مالک ہوں۔ جس کی مجموعی قیمت ۱۰۰۰ روپیہ ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ مبلغ ۵ ماہوار مجھے میرے لڑکے خرچ بھیجتے ہیں۔ اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ اور میری کوئی جائیداد نہیں۔ اگر میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی ایسا روپیہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرکے رسید حاصل کرلوں گا تو وہ روپیہ اس جائیداد سے منہا کردیا جائیگا۔

العبد:۔ اللہ دین ولد نتھا۔ ساکن لودی ننگل نشان انگوٹھا۔

گواہ شد:۔ سردار محمد تحریر کنندہ وصیت لودی ننگل۔

گواہ شد:۔ فقیر اللہ سب انسپکٹر کوآپریٹو سوسائیٹیز میاں چنوں۔ حال لودی ننگل۔

گواہ شد:۔ فضل احمد ولد چوہدری علی محمد ساکن پنڈی ضلع گورداسپور۔